مولانا مفتی ظہور اللہ حقانی

گل رفت از گلستانِ حقانیہ

داغ فرقت سے قلوبِ مجروحہ کے لئے اپنے محبوب استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب ''نوراللہ مرقدہ'' کا ذکرِ جمیل مرہمِ شافی سے زیادہ موجبِ تسکین ہوتا ہے ۔

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

استادمحترم حضرت فانی صاحب کا ہم کو یتیم چھوڑتے ہوئے چند روز ہوگئے ہیں، مگر اس صدمۂ جانکاہ کی ٹیسیں دل ودماغ میں اب تک محسوس ہوتی رہتی ہیں، اور معلوم نہیں کہ یہ کیفیت کب تک برقرار رہے گی؟ بلکہ اب تک تو سارا گلستانِ حقانیہ ''کومے'' کی حالت میں ہے۔استادمحترم کی اچانک رحلت کی وجہ سے میری دل ودماغ کی دنیا بدل گئی، زبان مقفل اور ذہن مفلوج سا ہوگیا ۔

کوئی مزا مزا نہیں ، کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

چنانچہ ابھی تک عقل اور طبیعت کی کشمکش جاری ہے، اور استادمحترم کی رحلت پر حواس کی عینی شہادت کے باوجود طبیعت آپ کے لئے انتقال اور وفات جیسے الفاظ سے نامانوس اور متوحش رہی۔ رہ رہ کر یہی خیال آتا ہے کہ آپ ہم میں موجود ہیں، لیکن زندگی میں پہلی بار یہ احساس ہوگیا کہ سر سے سایۂ استاد کے اٹھ جانے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ یقیناً کچھ ایسا ہی احساس مجھ جیسے ہزاروں بادۂ خوارانِ مے کدۂ فانؔی کو ہوا ہوگا ۔

یہ پیارا، مہرباں، نگہباں اور مشفق استاد ہم سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری اس دنیا سے نہیں گئے، کہیں سفر پر گئے ہیں اور ابھی آنے کو ہے۔مگر ایسا لگتا ہے کہ موت بھی اپنا شکار منتخب کرنے میں دقّتِ نظر سے کام لیتی ہے، اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہا کرتی ہے۔ چنانچہ اکثر لاخیرے، دوشِ ہستی کے لئے بارگراں اور لوحِ جہان پر ''حرف مکرر'' قسم کے لوگ، بے تکان عرصہ دراز تک جئے چلے جاتے ہیں ،جب کہ ''مردِ خلیق''، ''گرہ کشا'' اور ''کارساز'' بہت جلد رخت سفر باندھ لیتا ہے۔

---

* بن مولانا مفتی سیف اللہ حقانی

ہزار پھولوں سے آباد ، باغِ ہستی ہے
اجل کی آنکھ ، فقط ایک کو ترستی ہے

ہائے صیّادِ اجل! تو جانتا ہے کہ تو نے کیسا سائبانِ رحمت چھین لیا ہے؟ کہ جس طرف بھی دیکھتا ہوں، آہ وبکا سن رہا ہوں، اور عوام کا نالہ ونوحہ یوم محشر کا سماں پیش کررہا ہے۔

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان رورہا ہے۔ زمین آنسو بہا رہی ہے۔ چرند وپرند گریہ کناں ہیں۔ بلکہ دریا کی مچھلیاں اور زمین کی چیونٹیاں تک ماتم کررہی ہیں۔

یبکیک السّماءُ و نیراھا وھذی الارض ھا مدۃٌ تمیل
یبکیک البحارُ و ماحوتُھا وتبکیک الحزونۃُ والسَّھول

اور...... چھوڑ کر دنیا ''فانی'' چل دیئے
زیرِ دامانِ الٰہ العالمین

میں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو کبھی کم نہ ہونے والے غم کا اظہار کرسکیں؟

بکت عینی وزاد بی العویلٗ وھل بدموعھا یشفی العلیلٗ

میں کوئی اکیلا اس غم میں مبتلا نہیں، بلکہ ہر کوئی چشم اشکبار و دامنِ تر ہے

حالِ من درہجر کم ترازیعقوب نسیت
اوپسرگم کردہ بودومن پدر گم کردہ ایم

کسی خاندان کا بزرگ رخصت ہوتا ہے تو لوگ پسماندگان سے تعزیت کرکے ان کا غم ھلکا کردیتے ہیں، لیکن جب ایک عظیم ہستی دارفانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرماجائے۔ جس کے روحانی فرزند ہر خاندان میں کثیر تعداد میں موجود ہوں، اور جس عالم کی موت حقیقت میں عالَم کی موت ہو، ہر مسلمان اپنے کو یتیم سمجھنے لگے، اور گھر گھر اس کا ماتم ہونے لگے، تو کس کس کے پاس تعزیت کے لئے جائیں؟ پس یہی مناسب ہے کہ سب مل کر چپکے چپکے روئیں، اور تلاوت قرآن مجید کرتے رہے ان کی روحِ پاک کو ایصال ثواب کرکے فیض حاصل کرتے رہے۔ خود محترم استاد اپنی شعری زبان میں فرمارہے ہیں۔

دومرہ حق خود ''فانی'' درباندے شتہ دے
څو گلونہ ئی پہ مزار اوغوڑوہ

جب کبھی بندہ راقم پریشان وافسردہ ہوکے استادمحترم کے پاس جاتا، تو ساری پریشانیاں ختم ہوجاتیں۔ بہرحال خوشی ہو یا غم، حضرت استادمحترم سے ملتے، کیونکہ وہ خوشی کو دوبالا اور غم کے لئے زوداثر مرہم، ہم دست کردیتے۔ بعض

دفعہ ملنے کا وقفہ دراز ہو جاتا، لیکن اس احساس سے خوش رہتا کہ وہ موجود ہیں، جب چاہوں گا، ملاقات ہو جائے گی۔ آہ! اب کس کے پاس اس اعتماد ویقین کے ساتھ جائیں گے کہ ان شاء اللہ نہ صرف یہ کہ تشنہ کام نہیں آئیں گے، بلکہ کہ غیر حاضری کے اس عرصے میں، صحرائے زندگی نے جو کانٹے چبھودئے ہیں سبھی یک لخت نکل جائیں گے۔

...... جلوہ افگن تھیں، یہاں کیا کیا مبارک ہستیاں
دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہوگئیں
اب کہاں ''واصف'' ملیں گے وہ گذشتہ صحبتیں
اب وہ باتیں سربسر خوابِ پریشاں ہوگئیں

وہ مجالس ومحافل جو حضرت محترم استاد جی کے ہوئے ہیں ان کا کیف ودلربا منظر اب تک میرے سامنے ہے۔ ان صحبت ومجالس کی بدولت ہمیں استاد محترم سے علمی وادبی سرمایہ نصیب ہوتا اور عجیب وغریب نکات معلوم ہو جاتے۔

استاد محترم ہر شریکِ محفل ساتھی کو اس انداز سے مخاطب کرتے گویا کہ ان کی برسوں پرانی بے تکلف یاری ہو

...... جب کبھی اہلِ وفا یاد کریں گے مجھ کو
جانے کیا کیا میری روداد کے عنوان ہوں گے

حضرت محترم استاد کی صحبت میں رہ کر طبیعت میں بشاشت آتی، اور دل مسرور ہوتا

...... ہجوم کیوں ہے زیادہ ''شراب خانے'' میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے ''مردِ خلیق''

والد محترم حضرت مفتی صاحب کیساتھ عقیدت ومحبت:

اور حضرتِ استاد ''فانی'' صاحب کے مابین محبت وادب کا رشتہ

حضرتِ استاد محترم فانی صاحب میرے حضرت قبلہ والد صاحب حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دامت برکاتہم کے استاد شیخ الحدیث والتفسیر، الامام الفقیہ مولانا عبدالحلیم نور اللہ مرقدہٗ کے فرزند ارجمند تھے، اسی وجہ سے ان کو بہت ہی عزیز جان رکھتے تھے اور ان سے محبت، احترام اور ادب کا معاملہ فرماتے تھے، اور یہی محبت کا معاملہ حضرت استادِ محترم ''فانی'' صاحبؒ کا احقر کے ساتھ بھی فرماتے تھے۔

استادِ محترم حضرت ''فانی'' صاحبؒ نے جناب قبلہ والد صاحب کی شان میں ایک قصیدہ تحریر کر کے خود فریم کرا دیا تھا، اور پھر اس فریم شدہ قصیدہ کو لے کر حضرت قبلہ والد صاحب کی خدمت میں پیش کر کے سنایا تھا جس سے اس وقت کے شرکائے محفل کافی محظوظ ہوئے تھے ۔

......جذباتِ عقیدت......

سیفِ رب ہے بالیقین اور اک مجاہد سربکف
دشمنانِ دین کے جو چیرتا ہے صف کے صف

باوجودِ نابغیّت سادگی میں بے مثال
ان کے افتاء وقضاء کی دھوم ہے چاروں طرف

کس قدر بیگانہ دنیا وعلائق سے ہے وہ
خدمتِ دینِ متین ہے روز وشب ان کا ہدف

مفتیٔ شرعِ مبیں ہے عکسِ ایثار وفا
سّرِ دیں ان پر ہوا ہے فضلِ رب سے منکشف

درحقیقت واہ ''فانی'' وہ فنا فی العلم ہے
درس وتدریس ومطالعہ سے ہے بس ان کا شغف

کتبہ طالبِ دعا! العبدالجانی محمد ابراہیم فانؔی عفی عنہ، بفرمائش مولوی محمد صدیق اخوانزادہ بلوچستان ۱۲/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ/۱۷جنوری ۲۰۱۱ء

''ہمارے جامعہ معہد الفقہ والافتاء والقضاء (اکوڑہ خٹک) کا جب بھی انعامی تقریب منعقد ہوتا تو جناب قبلہ والد صاحب ،حضرت استادِ محترم ''فانی'' صاحب کو تقریب کا مہمان خصوصی فرماتے ، اور اپنے ساتھ گاڑی میں آگے بیٹھا کر جامعہ آتے ۔جب حضرت استادِ محترم دارالافتاء میں تشریف لے آتے تھے تو جناب قبلہ والد صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوکر انکا استقبال کرتے اور اپنے قریب کرسی پر بٹھاتے اور روزانہ عصر ومغرب کے بعد استادِ محترم کی وہ مجالس جو جناب قبلہ گاہ کیساتھ ہوتی، ان مجالس کی مناظر ایک ایک یاد آرہے ہیں ۔گفتگو میں علمی مسائل وتحقیقات کا تذکرہ کے ساتھ ساتھ اکابر کے واقعات ولطائف بھی ، اپنے ذاتی اور نجی مسائل پر مشورہ بھی ہوتا اور ملکی وملّی حالات پر تبصرہ بھی۔عرض یہ کہ باہمی تعلق واعتماد کے وہ مناظر سامنے آیا کرتے تھے کہ جنہیں دیکھنے کے لئے آج میں کہاں جاؤں؟

استادِ محترم کی شخصیت:

استادِ محترم حضرت فانی صاحب ایک سحر انگیز شخصیت کے مالک تھے ۔شریں مقال، خوش مزاج، پاکیزہ طبیعت کے مالک ،تواضع کے پیکر، بڑے ظریف ،مرنجان مرنج طبیعت ، گفتار میں بلا کی شرینی ، متبسم لب، فرشتہ شکل اور پیکرِ مکارمِ اخلاق تھے ۔ان خصوصیات میں ایک بہت ہی ممتاز اور نمایاں خصوصیت آپ کی سادگی اور بے تکلف زندگی ، نہ پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے میں تکلف تھا نہ رہن سہن میں کروفر، اور نہ گفتار وکردار میں کوئی تصنع وتکلف ، سیدھی سادھی گفتگو اور اخلاص وخیر خواہی میں ڈوبے ہوئے کلماتِ نصیحت، مسکرا کر بات کرنا ، یہ وہ اوصاف واخلاق تھے جو ہر ملنے والے کے قلب پر براہ راست اثر انداز ہوتے ۔

یہ عقیدت وعظمت اور محبت واخلاص کے اس لطیف رشتے کی چند منتشر یادیں اور غیر مربوط باتیں ہیں ۔ جن کی بساط میری زندگی کی اس ستائیس ۲۷ سالہ عرصہ میں استادِ محترم کی صحبت میں گزرے ہیں ۔اور یہ یادیں میری زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں ۔